نگاہ اولین

گلگت اور بلتستان میں دہشت گردی کے متاثرین کی اشک شوئی

مدیر التحریر

شمالی علاقہ جات پاکستان میں نصابِ تعلیم کا ''تنازعہ'' پیدا کرنے والے لیڈر کے قتل کے بعد ''اندھیر نگری چوپٹ راج'' کا سماں پیدا کر کے دہشت گردوں کو ارمان نکالنے کا خوب موقع دیا گیا۔ ناکردہ گناہوں کی پاداش میں بہت سے جانی و مالی نقصانات ہوئے۔حتی کہ بعض غریب غم واندوہ سے اللہ کو پیارے ہو گئے۔﴿إنا لله وإنا إليه راجعون﴾

اس موقع پر سکردو اور خپلو میں جو کچھ ہوا وہ بلتستان کی روایات کے بالکل برعکس تھا۔ بلتستان کے لوگ اپنے اپنے فقہی مسالک پر مضبوطی سے عمل پیرا رہنے کے باوجود باہمی رواداری کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، یہ امن پسند لوگ مذہب کے نام پر انسانیت سوز مظالم ڈھانے کے پہلے بھی خلاف تھے اور اب بھی ہیں۔منظم انداز میں فریق مخالف پر بلہ بول دینے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔اللہ کرے ان کی امن پسندی آئندہ بھی قائم ودائم رہے اور سماج دشمن عناصر کی سازشیں ہمیشہ خاک میں ملتی رہیں۔

یہاں کے لوگوں کی اسلام سے والہانہ عقیدت کا ثبوت یہ ہے کہ مسیحی مبلغین پچھلے ڈیڑھ سو سال سے بالکل ناکام ہیں۔مسٹر ریڈ نامی مشنری نے اس مقصد کے لئے شیگر اور خپلو میں مراکز قائم کیے تھے، مگر ڈھنگ کا ایک متنفس بھی ان کو میسر نہ آسکا۔قادیانیوں کی بے پناہ تگ ودو اور مالی وسائل کے باوجود سوائے ایک لالچی آدمی کے کسی نے بھی دینِ اسلام سے انحراف گوارا نہیں کیا۔

بنیادی طور پر دنیا بھر میں شیعی اور سنی مذاہب میں اختلاف کے ضمن میں دو عناصر نمایاں حیثیت رکھتے ہیں:

(1) مروجہ شیعہ مذہب کا اسلام کے قرون اولیٰ سے تعلق رکھنے والے اکابرین ﷺ کے بارے میں اچھے خیالات نہ رکھنا، بلکہ ان سے متعلق منفی تأثر کا برملا اظہار کرنا۔ جبکہ اہلسنت حضرات تمام اہل بیت نبوت ﷺ کے متعلق بھی اچھے عقائد رکھتے ہیں اور نہایت محبت واحترام سے ان کا نام لیتے ہیں۔

(2) مذہبی نوعیت کے اجتماعات کے لیے عبادت خانوں کی بجائے پبلک مقامات اور شاہراہوں کو استعمال کرنا۔ یہ عموماً تصادم کا سبب بنتا ہے۔مذہبی رسومات کو چاردیواری تک محدود کر دیا جائے تو اکثر اختلافات خود بخود ختم ہو سکتے ہیں۔

بلتستان میں شیعہ اثنا عشریہ، اہلسنت (اہل حدیث واحناف) اور نوربخشیہ عددی کمی بیشی کے ساتھ سکونت پذیر ہیں، مگر حالیہ سالوں میں سابقہ تاریخ اور روایات کے برخلاف مذہبی عصبیت اور شدت پسندی کچھ زیادہ ہی در آئی ہے اور شہر کے در و دیوار ڈھائی تین سال سے اس دہشت گردی پر شکوہ کناں ہیں۔**اس کی جستہ جستہ وجوہات یہ ہیں:**

(1) باہر سے انتہا پسند اور امن دشمن لوگوں کا بلتستان آ کر بس جانا

(2) انتہا پسندانہ مواد پر مبنی لٹریچر کی درآمد

(3) مقامی نوجوانوں کی بیرونی انتہا پسند تنظیموں میں شمولیت

یہ ایسے عوامل ومحرکات ہیں، جنہیں آسانی سے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

بہرحال عرصہ ڈھائی سال کی تگ ودو کے بعد حکومت نے جانی و مالی نقصانات کے ازالے کی منظوری دیدی اور وزیر امور کشمیر وشمالی علاقہ جات جناب طاہر اقبال صاحب نے متأثرین میں بتاریخ 28 اپریل 2007 سکردو میں چیک تقسیم کیے۔

اگرچہ جانی نقصانات کا نعم البدل ہو ہی نہیں سکتا اور روزافزوں مہنگائی کے دور میں **ڈھائی سال** بعد ملنے والا معاوضہ نقصانات کی پوری تلافی بھی نہیں کر سکے گا۔ پھر بھی حکومت کی طرف سے مظلوموں کی دادرسی ایک مستحسن اقدام ہے۔

ہم اس سلسلے میں ہمدردانہ تعاون پر وزیر امور کشمیر وشمالی علاقہ جات جناب طاہر اقبال، چیف سکریٹری جناب قمر الزمان چوہدری اور فورس کمانڈر صاحبان کے بے حد مشکور ہیں۔ اسی طرح علاقے کے ممبر ومشیر تعمیرات عامہ جناب محمد ابراہیم ثنائی و دیگر سیاسی وسماجی شخصیات کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں، جو دادرسی کے لیے وقتاً فوقتاً مطالبے کرتے رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت کے وزیر نے اپنے ہم خیال آقاؤں اور غلاموں کی ملی بھگت سے اس صدمے کو ٹالنے کی بھرپور کوشش کی۔ ہم موجودہ وزیر جناب طاہر اقبال کی کاوشوں کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے اس المیے سے دو چار لوگوں کے زخم پر فاحہ رکھنے کی کوشش میں کیس کو دوبارہ قابل عمل بنایا اور حکومت سے منظوری حاصل کر کے دم لی۔ جزاه الله خير الجزاء

شنید ہے کہ فرقہ وارانہ دہشت گردی کے سرپرستوں نے اس انسانیت دوستی پر وزیر موصوف کے خلاف سیاسی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں۔ ایسا ہر اقدام علاقائی مفادات کے خلاف ہے۔ قوم کے نمائندوں کو فرقہ واریت سے نکل کر عوام کے سچے ہمدرد بننا چاہیے مظلومین کی دادرسی پر چیں بجبیں ہو کر لیڈری چمکانے والوں سے عرض ہے کہ ظلم و بربریت جہاں کہیں بھی ہوا انسانیت کے لیے تباہ کن ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر کسی کا مفاد اسی میں ہے کہ علاقے میں امن ورواداری اور اخوت اسلامی کو فروغ حاصل ہو۔ اس سلسلے میں قومی نمائندوں کو خصوصاً اپنے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے ادا کرنے چاہئیں۔ اسی میں اکثریتی فرقے کا اپنا مفاد بھی مضمر ہے۔

ضلع گنگچھے کے موضع غواڑی اور کورو میں 2005ء کو سیلاب نے تباہی پھیلا دی، اس کے متأثرین بے آسرا، بے گھر ہو کر کئی سال سے انتہائی تکلیف دہ صورت حال سے دوچار ہیں، مگر تا حال کوئی پوچھنے والا نہیں۔ گویا انہیں اس بات کی سزا دی جا رہی ہے۔ لہٰذا اس خالص انسانی المیے کے شکار افراد کے لیے جلد از جلد معاوضہ اور ریلیف کا بندوبست کیا جائے۔

❁❁❁❁❁